



MashayekhBooks.Org

مستقبل کے بچے

شراکتی تعلیم کا نیا شعور

ریان آنسلر

ترجمہ: ڈاکٹر خلیل احمد

مشعل بکس

آر۔بی۔۵، سینئر فلور،

موائی کمپلکس، عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور۔ 54600، پاکستان

مستقبل کے بچے

شرکتی تعلیم کا نیا شعور

ریان آئسلر

ترجمہ: ڈاکٹر خلیل احمد

کاپی رائٹ اردو (c) 2003 مشعل بکس

کاپی رائٹ انگریزی (c) 2000 ریان آئسلر

ناشر: مشعل بکس

آر۔ بی۔ ۵، سینئنڈ فلور

عوامی کمپلکس، عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور۔ 54600، پاکستان

فون ٹلیس: 042-35866859

E-mail: mashbks@brain.net.pk

<http://www.mashalbooks.org>

فہرست

4	پیش لفظ
7	ابتدائیہ
14	حصہ اول
	شرکتی تعلیم: مبادیات
	حصہ دوم
80	تعلیمی پسسری کی دوبارہ بنائی
	عمودی اور افقی دھاگے
281	اختتامیہ
292	نصابی نمونہ
350	اشارات

پیش لفظ

کتاب ”مستقبل کے بچے“ میں ریان آئس لرنے یہ دکھایا ہے کہ اکیسویں صدی میں تعلیم کا عمل کیسا ہوگا۔ وہ تمیں اس بات پر قائل کرتی نظر آتی ہیں کہ سکولوں اور معاشرے دونوں میں شراکتی ماڈل کو اختیار کرنا انسانی زندگی کے فروع کیلئے ضروری ہے۔ خاصے عرصے تک دنیا کے بیشتر معاشروں پر حاکمیتی ماڈل چھایا رہا ہے اور اگرچہ میکنالوجی کا وسیع ارتقا اس کے ہمراہ رہا ہے مگر یہ تشدید احتصال اور آبادی کے ایک ٹوکرے کی تحریر یا اس سے بے اعتنائی کا سبب بھی ہا ہے۔ شراکتی اور حاکمیتی دونوں ماڈل اختلاف کو تسلیم کرتے ہیں لیکن شراکتی ماڈل اختلاف کو بخوبی قبول کرنے کے ساتھ ساتھ ایسے روایط کی تکمیل کیلئے سرگرمی سے کام کرتا ہے جو انفرادی زندگیوں کو بہتر بناتے ہیں اور گروہوں کو تقویت بخشتے ہیں جبکہ حاکمیتی ماڈل اختلاف کی توجیہ برتاؤ اور مکسری کی اصطلاحات میں گرتا ہے۔ علمبر کیلئے یہ جانا ضروری ہے کہ دونوں ماڈل کس طرح کام کرتے ہیں مگر سکولوں میں شراکتی ماڈل کو لازماً اختیار کیا جانا چاہئے۔

آئس لرمودا اور عمل دونوں میں جامع تبدیلیوں کے حق میں ہیں۔ اپنی پہلی انہجاتی کامیاب کتاب چیلیس اینڈ بلیڈ سے موثر انداز میں استفادہ کرتے ہوئے وہ تاریخ اور سائنس کے کمل انسانی مطالعے کیلئے مواد کا ایک دفتر مہیا کرتی ہیں۔ ایک ایسا مطالعہ جس میں عورتوں کی روایات کے ساتھ ساتھ مردوں کی روایات بھی شامل ہیں۔ وہ بچوں کو اس بات سے آگاہ کرنا چاہتی ہیں کہ بعض معاشروں میں شراکتی ماڈل واقعتاً موجود ہا ہے اور یہ کہ یہ معاشرے شافتی ترقی کے ایک اعلیٰ درجے ترقی یافتہ میکنالوجی، آرٹ تجارت، مذہب اور سفارتکاری کے حامل تھے۔ امن اور انسانی خوشحالی ان کا خاصہ تھی۔ مراد یہ ہے کہ حاکمیتی رو یہ ترقی کیلئے ضروری نہیں اور یہ ہماری بقا کے لیے حقیقتاً خطرہ بن سکتا ہے۔ یونانیوں کے ایگون (مسابقت، مقابلہ بازی) کی جگہ ماں نوں کی ہم آہنگی کو ملنی چاہئے۔ چد و چہد فتح اور بتاہی کا متبادل تعادن یا ہمی مدد اور احترام برائے تحقیق کو ہونا چاہئے۔

آئسلر چاہتی ہیں کہ بچے دونوں ماؤلوں کا مطالعہ کریں اور وہ محتاط انداز میں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ دونوں میں سے کسی بھی قسم کا خاص ماؤل وجود نہیں رکھتا۔ طلبہ جن شاقتوں کا مطالعہ کرتے ہیں اساتذہ ان میں موجود ان دونوں ماؤلوں کے عناصر کی تفہیص کے ساتھ ساتھ انفرادی زندگیوں اور پورے معاشرے دونوں پر ان کے اثرات کا تجزیہ کرنے میں طلبہ کی مدد کر سکتے ہیں۔ کیا خود ہمارے معاشرے نے تباہی کے آلات میں بھاری سرمایہ کاری کی ہوئی ہے؟ کیا یہ تخلیق اور قدرتی ماحول کے تحفظ کو مناسب اہمیت دیتا ہے؟ کیا یہ تکمیل ذات اور گروہوں کی بقا کیلئے اجتماعی ذمہ داری کی حوصلہ افزائی کرتا ہے؟ طلبہ ایسے اہم سوالوں کے جواب دیتے ہیں ان کے لئے انہیں شہادت دستیاب ہوئی چاہئے۔

آئسلر دور میں یہ سمجھتے ہیں کہ سکولوں کو ایسی چیزوں کے مطالعے کے لیے بچوں کو موقع مہیا کرنے چاہیئں جو حقیقتاً ہم ہیں۔ انہیں ثبت اصطلاحات میں نہ صرف اپنے جسموں اور جنسیت کے بارے میں بلکہ محبت اور والبگی کے بارے میں، روحانیت کے بارے میں، انصباط ذات اور زندگی کی منصوبہ بندی کے بارے میں بھی جانتا چاہئے۔ خود میں نے اپنے کام میں ہمدردی کے موضوعات کی تدریس کی سفارش کی ہے۔ ذات کیلئے دوسرے اقرباً کیلئے غالی غیروں اور اجنبیوں کے لیے، غیر انسانی زندگی اور ماحول کے لئے، انسان ساختہ دنیا اور اس کی ناقابل بیان اشیاء کے لئے اور خیالات کے لئے ہمدردی انسانی خوشحالی سے متعلق بنیادی اہمیت کے حال معمالات کے بارے میں جاننے کے لئے طلبہ کی مدد میں جو وقت صرف ہوتا ہے اسے کامل جامعیت کے ساتھ انسانی زندگی کے مطالعے کو تقویت دینے کے لئے استعمال کیا جانا چاہئے۔ اسے زندگی کے نکات کا درجہ نہیں دیا جانا چاہئے یا اسے طلبہ کو اس بات سے برگشۂ نہیں کرنا چاہئے جو ان کی افزائش اور خوشی کے لیے حقیقتاً ہم ہیں کتاب "مستقبل کے بچے" یہ ثابت کرتی ہے کہ بچے ایسے موضوعات سے نبرد آزمہ ہوتے ہوئے جو مطمئن اور مفید زندگیوں کی نشوونما کیلئے اہمیت رکھتے ہیں، علم کے وسیع اور اہم ذخائر پر دسترس حاصل کر سکتے ہیں۔

ریاض آئسلر نے تعلیم کاروں کے لیے جس کام کی بنیاد رکھی ہے وہ پرکشش ہونے کے ساتھ ساتھ ایک چیلنج کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔ ان کی طرح میں بھی ایک ایسی دنیا میں اس طرح کے پروجیکٹ کو بہت معقول اور قابل عمل سمجھتی ہوں جو دنیا شراکت کی قدر و قیمت سے آگاہ ہو رہی ہے، لیکن مجھے ایسے آثار زیادہ نظر نہیں آتے کہ تعلیم اس آگاہی کی حوصلہ افزائی کر رہی ہو۔ حاکمیتی ماؤل سکولوں میں کمزور نہیں ہو رہا ہے۔ ہمیں ہر جگہ کثرتوں، معیار بندی اور سخت مسابقت کے مطالبات زیادہ سے زیادہ سنائی دے رہے

ہیں۔ جب دوسروں سے متعلق رائے دی جاتی ہے تو اس میں عام طور پر دوسروں کو مسلمہ حاکمیتی ماؤں کے اندر رہتے ہوئے مسابقت کے معقول موقع مہیا کرنے کی بات کی جاتی ہے۔ اگرچہ یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے مگر پیشتر پالیسی ساز چاہتے ہیں کہ مادی طور پر ایک بہتر زندگی کیلئے مسابقت میں ہر ایک کو ہر دوسرے کو پیچھے چھوڑ جانے کا مناسب موقع ملنا چاہئے۔ جب غیروں کی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے تو ان کی خدمات کو حاکمیتی ماؤں کے تحت خدمات کے طور پر گردانا جاتا ہے، جو چیزیں اسے چیلنج کرنے والی ہوتی ہیں ان میں سے زیادہ تر کو ترک کر دیا جاتا ہے۔ جب تبدیلی کی سفارش کی جاتی ہے تو اسے بالعموم ”نظمیاتی“ کی حیثیت سے بیان کیا جاتا ہے، تاہم اس کا مطلب حاکمیتی سے شرکتی تعلیم کی طرف تبدیلی نہیں ہوتا ہے۔ اس کے بر عکس، اس کا مطلب مکمل درستی ہے جس کا ہدف پہلے سے موجود شدید مسابقاتی ماؤں کو باقی رکھنے کیلئے اور پر سے نیچے تک زیادہ سے زیادہ کثرول ہوتا ہے۔

اس پس قدم تحریک کا مقابلہ کرنا آسان نہیں ہو گا لیکن مستقبل کے بچے، ایک اہم کتاب ہے کیونکہ یہ ایک وژن اور بعض ایسے عملی آلات کا رہیا کرتی ہے اس چیلنج سے پہنچنے کیلئے جن کی ہمیں ضرورت ہے۔ ایک لحاظ سے یہ عمل کیلئے تحفظ کیلئے، امید کو زندہ رکھنے کیلئے ایک دعوت ہے جیسا کہ ایسی ڈکنسن نے لکھا ہے۔ امید ایک پرندہ ہے جو انسانی روح کے اندر بسیرا کرتا ہے۔ آئسلر کے ساتھ میں بھی امید رکھتی ہوں کہ جو وژن انہوں نے یہاں پیش کیا ہے اس کا حصول ممکن ہے۔ ان کے ساتھ میں بھی یہ یقین رکھتی ہوں کہ اگر خود انسانی بقا نہیں تو انسانی صرفت اس پر ضرور نحصر ہے۔

ٹیل نو ڈنگز

لی ایل جیکس پروفیسر آف چائلڈ ایجوکیشن

ٹیلینفون رو یونیورسٹی

تعلیم اور اکیسویں صدی

مستقبل کے بچوں کیلئے دنیا کیسی ہوگی؟ جب میں اپنی دو سال کی نئی سی نواسی کے چہرے پر نظر ڈالتی ہوں جس پر تجھر خیز تجھس اور محبت اور زندگی کی پرسرت توقعات کی دمک موجود ہے تو مجھے حیران کرنے امکانات دکھائے دیتے ہیں لیکن جب میں ان چیزوں پر نظر ڈالتی ہوں جو اسے اور اس کی نسل کو درٹے میں ملیں گے تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ امکانات پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ پائیں گے ہاں، اس صورت میں یہ ہو سکتا ہے کہ آج اور مستقبل کے بچے ماحولیاتی طور پر زیادہ باشعور زیادہ ہموار اور زیادہ پر امن انداز میں جیتا سکیں۔*

آج نوجوان افراد بالعموم یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ اپنی زندگیوں کو تبدیل کرنے میں بے بیں، ان کے گرد و پیش موجود دنیا کا توڑ کر ہی کیا۔ ان میں سے بہت سے تقہیم ذات اور ازحد مادہ پرستی میں کھو جاتے ہیں جو ہماری عوامی ثقافت میں رپھی بھی ہوئی ہے۔ وہ بے مقصد انداز میں تازہ ترین فیشن یا تجارتی پیش کشوں میں معنی اور شناخت کی تلاش کرتے ہیں۔ بعض اپنے دکھ اور اشتعال کو منشیات، گینگ اور دوسری تحریکیں سرگرمیوں میں دفن کر دیتے ہیں۔ وہ اپنے اعمال کے خود ان پر اور دوسروں پر ہونے والے اثرات سے بے خبر اور بظاہر بے پرواہ ہوتے ہیں۔ ایک مناسب تعداد تفریت پسندی یا مہمی جنوبیت کی سُنی خیزی کے تحت تشدید پسند بن جاتی ہے یا محض اس لیے کیونکہ ہماری ویڈیو گیمز، میلی و ڈن، اشتہارات اور فلمیں تشدید کو ایک روزمرہ کی چیز اور تفریغ کے طور پر پیش کرتی ہیں اور ایک وسیع تعداد جس میں نوجوان افراد بھی شامل ہیں جو ایک مناسب نوکری حاصل کرنے یا کام لے میں اپنے پیشہ و رانہ کیریئر کی تکمیل کی توقع رکھتے ہیں۔ یہ سمجھ نہیں پاتے کہ ہم اپنی زندگیوں کے ساتھ جو سلوک روارکھتے ہیں وہ ہمارے ثقافتی

تصورات اور سماجی اداروں سے متاثر بھی ہوتا ہے اور انہیں متاثر بھی کرتا بھی ہے۔

اس ضمن میں بہت سے عوامل گنوائے جاسکتے ہیں لیکن ایک عامل ایسا ہے جو نوجوان افراد کو بہتر زندگیاں گزارنے اور ایک زیادہ پائیدار، کم تشدید، زیادہ، ہمار مستقبل تخلیق کرنے کیلئے سمجھ بوجھ اور مہارت مہیا کرنے میں بہت اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ یہ عامل تعلیم ہے۔

دو صدیوں سے تعلیمی مصلح جیسے کہ جو، ہن پیٹالوزی، ماریہ ماٹیسوری، جان ڈیوی اور پاؤ لوفریرے ایک ایسی تعلیم کی طرف توجہ دلاتے آ رہے ہیں جو ہمیں حکم پسندی کے بجائے جمہوریت کے لیے تیار کرتی ہے اور اخلاقیاً قیامتی اور ہمدردانہ روابط کو پروان چڑھاتی ہے۔ (2*)

مستقبل کے بچے، متذکرہ اور دوسرے بنیادی تعلیمی مفکرین کے کام کو اساس بنتے ہوئے تعلیمی اصلاح کیلئے ایک زیادہ جامع انداز فکر کو سامنے لاتی ہے جو ایک ایسی دنیا کے نئے چیلنجوں سے منشی ہیں نوجوان افراد کی مدد کر سکتا ہے جس میں ہمینالوجی یا تو ہمیں تباہی کا شکار بنا سکی ہے یا تخلیقیت اور تعاون سے متعلق ہماری منفرد انسانی استعداد کی تکمیل کیلئے ہمیں آزادی بخش سکتی ہے۔

میں اس انداز فکر کو شرآکتی تعلیم کا نام دیتی ہوں۔ شرآکتی تعلیم کا مقصد بچوں کی مدد ہے تاکہ وہ نہ صرف اس مشکل دور کو، ہمتر انداز میں جانچ سکیں بلکہ ایک ایسا مستقبل بھی تخلیق کر سکیں جسے میں نے اپنے شافتی ارتقا کے مطالعے میں حاکمیتی کے بجائے شرآکتی ماذل کے طور پر شاخت کیا ہے۔ (3*)

ہم خود اپنی زندگیوں کے تجربات کی بنا پر ان دونوں ماذلوں سے واقف ہیں۔ ہم ان روابط کے ذکر خوف اور دباؤ سے آ گاہ ہیں۔ حاکمیت اور حکومیت، تشدید اور تعاون، کنش روں کے لیے چاکب سواری، اپنے سچے احساسات اور ضروریات کے اظہار میں ناکامی پر جوڑ توڑ اور چاپیپسی کی کوشش، بے اختیاری کے بجائے اختیار کے موہوم لمحے کی خاطر ہونے والی عجیب و غریب ذلت آمیز رسم کشی، باہمی ہمدردی اور رفاقت کے لیے ہماری حرمت۔ اس نوع کے روابط سے پیدا ہونے والی بذریعی، ابتلاء اور ضائع جانے والی زندگیوں اور امکانات سے جنم لیتے ہیں۔ ہم میں سے بیشتر افراد نے تو اتر سے نہ کہی مگر زندگی کے ایک اور انداز کا تجربہ بھی کیا ہے جہاں ہم خود کو حفاظت سمجھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ہم حقیقتاً کیا ہیں جہاں ہمارا اور دوسروں کا لازمی انسانی جو ہر جھلکتا نظر آتا ہے، شاید اس کا عرصہ بہت محضرا ہوتا ہے۔ یہ ہمارے دلوں اور روحوں کو پر لگا دیتا ہے، ہمیں اس احساس سے دوچار کرتا ہے کہ دنیا آخ رکارٹھیک ہو سکتی ہے اور یہ کہ ہم قابل قدر ہیں اور ہماری کوئی قدر و قیمت ہے لیکن شرآکتی اور حاکمیتی ماذل صرف انسدادی تعلقات کو واضح نہیں کرتے بلکہ جیسا کہ میں تفصیل سے بتاؤں گی کہ یہ اعتقادی نظاموں اور سماجی ڈھانچوں کو بھی پیان

کرتے ہیں جو یا تو مساویانہ، مجبوری، غیر متشدد اور ہمدردانہ روابط کو پروان چڑھاتے ہیں اور ان کیلئے مددگار ثابت ہوتے ہیں یا ان کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں اور انہیں تباہ کرتے ہیں ان ہمیکوں اور تعلیم کی اس قسم کو سمجھے بغیر جوانہیں تحقیق و ترویج دیتی ہے، ہم بے خبری میں ایسے ڈھانچوں اور عقائد کو تقویت دیتے رہتے ہیں جو غیر مساویانہ، غیر جمہوری، متشدد اور غیر ہمدردانہ روابط کو برقرار رکھتے ہیں اور یہ روابط ایسے امراض کی پیدائش کا سبب بنتے ہیں جو انسانی روح کو سُخّ کر دیتے ہیں اور آج ہمارے قدرتی مسکن کو پارہ پارہ کر رہے ہیں۔

اگر ہم شراکتی اور حاکمیتی ماڈلوں کی شفافی، سماجی، اور شخصی ہمیکوں کو سمجھ لیں تو ہم زیادہ موثر انداز میں تعلیمی طریقہ ہائے کار، مسودا اور ادارے تکمیل دے سکتے ہیں جو کم متشدد، زیادہ مساویانہ، جمہوری اور پائیدار مستقبل کو پروان چڑھاتے ہیں۔ یوں ہم زیادہ موثر انداز میں یہ بھی دیکھ سکتے ہیں کہ مروجہ تعلیمی انداز ہائے فکر میں سے ہم کیا کچھ باقی رکھنا چاہتے ہیں اور اسے تقویت دینا چاہتے ہیں اور یہ کہ ہم کیا کچھ ترک کر دینا چاہتے ہیں۔

اس کتاب میں دیا گیا شراکتی فریم درک اکیسویں صدی میں مریوط پر ائمہ اور سینئنڈری تعلیم کیلئے ایک بنیادی خاکہ پیش کرتا ہے۔ یہ فریم درک میری تین دہائیوں کی تحقیق، خود میرے تدریسی تجربات اور

متعدد سطحیں پر تعلیم کاروں کے کام کی کشید پرتنی ہے۔

شرکتی عمل اس بات سے تعلق رکھتا ہے کہ ہم سیکھنے کیسے ہیں اور سکھاتے کیسے ہیں۔ یہ شرکتی ماؤں کے رہنمائی پلیٹ کا اطلاق تعلیمی طریقوں اور تکنیکوں پر کرتا ہے۔ کیا تمام بچوں کی ذہانت اور الہیت کو منفرد دین سمجھا جانا چاہئے جس کی تہذیب و تربیت کی جانی ہے؟ کیا اپنی تعلیم میں طلبہ کا بہت کچھ داؤ پر لگا ہوتا ہے، مراد یہ کہ تعلیم کیلئے ان کا فطری جوش و جذبہ کہیں مانندہ پڑ جائے؟ کیا اساتذہ بنیادی طور پر سیکھی تلقیم کار اور کنٹرولر ہیں یا انہیں صلاح کار اور تسبیل کار کا کردار ادا کرنا ہے؟ کیا اعتناء و ہمدردی، تدریس و تعلیم کا لازمی جزو ہے؟ کیا نوجوان افراد بعد از صنعتی میعشت کیلئے ضروری ٹیم و رک سیکھ رہے ہیں یا انہیں مسلسل ایک دوسرے کے ساتھ مقابله کرتے رہنا چاہئے؟ کیا طلبہ کو خود آموز تعلیم کے ساتھ ساتھ ساتھیوں کی تدریس کا موقع مل رہا ہے؟ مختصر ایہ کہ آیا بچوں کی تعلیم محض ”خالی برتوں“ کو بھرنے والا معاملہ ہے یا سیکھنے کی ہم میں طلبہ اور اساتذہ ایک دوسرے کے شریک کا رہا ہے؟

شرکتی مواد جو کچھ ہم سیکھتے اور سکھاتے ہیں اس پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ تعلیمی نصاب ہوتا ہے کیا نصاب طلبہ کو مفہوم اور حساب کرنے کی بنیادی مہارتیں سکھاتا ہے یا الہ اور ہمدرد شہری، کارکن، والدین اور انسانی برادری کا رکن بننے کیلئے جس کی انہیں ضرورت ہوتی ہے زندگی کی مہارتیں کا نمونہ بھی پیش کرتا ہے؟ کیا ہم نوجوان افراد کو ذمہ دار مشق اور غیر قابلہ دنے کا سبق دے رہے ہیں جبکہ بیک وقت فضایی مواد مردانہ تشدد سے پر ہوتا ہے اور ما جو لیاتی طور پر غیر پائیدار اور سماجی طور پر غیر ذمہ دارانہ پیغامات کی ترسیل کرتا ہے؟ کیا یہ سائنس کو کلیتی اور مفہوم انداز میں پیش کرتا ہے؟ جو کچھ اہم علم اور صداقت کے طور پر انہیں پڑھایا جاتا ہے کیا اس میں محض اضافے کی خاطر نہیں بلکہ تعلیم کے لازمی جزو کے طور پر انسانیت کے دونوں، مردوں زن کے ساتھ مختلف نسل و نژاد کے بچوں کو شامل کیا جاتا ہے؟ کیا یہ نوجوان افراد کو دو بنیادی انسانی امکانات کی حیثیت سے شرکتی اور حاکمیتی ماؤں کے درمیان فرق کے بارے میں اور ایک شرکتی طرز حیات کی تخلیق کے قابل عمل ہونے کے بارے میں بتاتا ہے؟ یا اسے ظاہری اور باطنی دونوں اعتبار سے ایک ”حقیقی دنیا“ میں غیر حقیقی کے طور پر پیش کیا جاتا ہے؟ نوجوان افراد ”انسانی فطرت“ کے بارے میں جو کچھ جان رہے ہیں کیا وہ علم انسانی امکانات کو محدود کرتا ہے یا وسعت دیتا ہے؟ مختصر ایہ کہ سکول کی تعلیم سے بچے خود ہمارے بارے میں ہماری دنیا اور اس میں ہمارے کردار اور ذمہ داریوں کے بارے میں کیا تصور لے کر جا رہے ہیں؟

شرکتی ڈھانچہ وہ ہوتا ہے جہاں تعلیم و تدریس کا عمل انجام پاتا ہے۔ اگر ہم شرکتی ماؤں پر عمل کرنا

چاہتے ہیں تو ہمیں کس طرح کا تعلیمی ماحول تعمیر کرنا ہے؟ کیا سکول، کلاس روم اور سارا گھر سکول کا ڈھانچہ حاکمیتی درجہ بندی کی طرح اور پرے نیچے کی طرف والا ہے یا یہ زیادہ جمہوری انداز کا ہے؟ اگر اس کا نقشہ ایک تنظیمی چارت کے انداز پر بنایا گیا ہے تو کیا فیصلے صرف اور پرے نیچے کی طرف آئیں گے اور جواب دہی صرف نیچے سے اور پر کی طرف ہوگی یا فیڈ بیک کا کوئی دو طرفہ سلسلہ موجود ہوگا؟ کیا انتظامی ڈھانچے پک دار ہیں تاکہ تمام تنظیمی سطحوں پر لیڈر شپ کی حوصلہ افزائی ہو سکے؟ کیا والدین اور کمیونٹی میں سے دوسرے افراد کو شامل کرنے کیلئے کوئی طریقہ اختیار کیے گئے ہیں؟ کیا سکول کیلئے فیصلہ سازی اور ضابطوں کی تکمیل میں طلباء اساتذہ اور دوسرے عملی کو شامل کیا گیا ہے؟ مختصر آریہ کہ تعلیمی ماحول کو حاکمیت کے درجنوں کے طور پر منظم کیا گیا ہے جس کی بنياد خوف پر ہے یا یہ فتحی سلسلوں اور تکمیل کی درجہ بندیوں کا ایک مجموعہ ہے جہاں اختیار کو دوسروں کو بے اختیار بنانے کیلئے استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ انہیں با اختیار بنانے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے؟

جبیسا کہ ہم دیکھیں گے کہ دنیا بھر میں اساتذہ پہلے ہی شرآتی تعلیم کے عناصر کو کام میں لا رہے ہیں۔ شرآتی عمل اور ڈھانچے دونوں کی طرف سفر کیلئے مناسب وسائل و ستیاب ہیں۔ سائنس کی زیادہ حملیتی انداز میں تدریس کیلئے ہمارے سکولوں میں عورتوں اور مختلف ثقاوتوں کے بارے میں معلومات مہیا کرنے کیلئے اور سماجی و معاشری عدل اور ہمارے قدرتی ماحول سے متعلق زیادہ سے زیادہ شعور بخشنے کیلئے مناسب تکمیلی مواد موجود ہے۔ لیکن جس چیز کی کمی ہے اور جس کی اشد ضرورت ہے وہ ہے مربوط شرآتی نصاب جو نہ صرف صحیت مند جسم، نفسیات، خاندان، کاروبار، حکومتوں اور گروہوں کی تعمیر میں آج اور مستقبل کے بچوں کی مدد کرے گا بلکہ انہیں ہماری انسانی استعداد، تاریخ میں ہمارے مقام، نظرت کے ساتھ ہمارے تعلق اور آئندہ کی نسلوں کے لیے ہماری ذمہ داری کا واضح شعور بھی دے گا۔

مجھے جس چیز میں دلچسپی ہے وہ ہے نظامیاتی یا طویل مدتی تعلیم تبدیلی۔ اگر سکولوں کا کام بچوں کو مستقبل کیلئے تیار کرنا ہے تو یقیناً انہیں بہترین نئی نیکنالو جی کی ضرورت ہے، لیکن سکولوں کو اس چیز کی ضرورت بھی ہے کہ وہ ایکسویں صدی کے ماحولیاتی، سماجی اور معاشری چلنجروں کو سمجھنے میں شرآتی نقطہ نظر سے طلبہ کی مدد کریں۔

اس کتاب میں جو نصاب تجویز کیا گیا ہے۔ دہ نوجوان افراد کیلئے ہمارے ماضی حال اور ہمارے مستقبل کے امکانات کی تفہیم کو ممکن بنائے گا۔ یہ عملی اور نظری کو اور سائنس اور انسانی علوم کو بیکجا کرتا ہے۔ یہ سائنس کو ہمارے سیارے اور ہماری نوع دونوں کی تاریخ اور ہماری روزمرہ کی زندگیوں کے تناظر میں

رکھ کر زندگی کے قریب لے آتا ہے کیونکہ انسانیت کے دونوں صافوں، مرد و زن کے کردار اور تعلقات کی سماجی تغیر، شراکتی یا حاکمیتی سماجی بہیت کیلئے مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ لہذا راویٰ مدد مرکز نصاب کے برعکس، شراکتی تعلیم میں صنعتی توازن کو منظر رکھا گیا ہے۔

یہ انسانیت کے دونوں صافوں کی تاریخ، ضروریات، مسائل اور آرزوؤں کو مدریٰ میں مواد میں اہم علم اور صداقت کی حیثیت سے مربوط کرتا ہے۔ چونکہ شراکتی ماڈل میں اختلاف کو خود بخوبی کتری یا برتری کے مساوی نہیں سمجھا جاتا لہذا شراکتی تعلیم کیشراشقافتی تعلیم بن جاتی ہے۔ یہ ایک کثریتی تناظر کو سامنے لاتی ہے جس میں تمام نسلوں اور مختلف النوع پس منظر رکھنے والے افراد کے ساتھ ساتھ اس زمین کے حیوانوں اور پودوں کا حقیقی ڈرامہ بھی شامل ہے جس پر ہم سب کا حق ہے۔ چونکہ شراکتی تعلیم نظامیاتی انداز فکر کو پیش کرتی ہے سماحیاتی تعلیم محض ایک اضافی چیز نہیں بلکہ نصاب کا مربوط جزو قرار پاتی ہے۔

شراکتی تعلیم کے ذریعے نوجوان افراد ایک ثقافتی قلب ماہیت کی ضرورت اور امکانات کے پس منظر میں زمین پر بربادی انسانی مہم کی سُنبُنگی کی تحریک کریں گے۔ وہ سکولوں کو ٹھلاش و ججوکا ایک مقام، احساسات اور خیالات میں شرکت کا ایک مقام، تعلیم کاروں، طلبہ اور والدین کی ایک ایسی پر عزم برادری کا مقام سمجھنا شروع کریں گے جو اس بات کو یقین بنانے کیلئے مل جل کر کام کرتے ہیں تاکہ ہر پنج کی اہمیت اور قدر کو تسلیم کیا جائے۔ تاکہ انسانی روح کی افزائش و نعمو ہو سکے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ شراکتی تعلیم مختلف و فن تکھیل دینے میں، کہ کیا ہو سکتا ہے اور ایسی تفہیم اور ہمارتی حاصل کرنے میں نوجوان افراد کی مدد کرے گی کہ یہ وہن کس طرح پایہ تھجیل کو پہنچائے جاسکتے ہیں۔

اس کتاب میں دیا گیا مواد پر انگریزی اور ہانوی تعلیم کی تغیر نو کیلئے وسائل ہمیا کرتا ہے جنہیں اساتذہ والدین اور طلبہ سرکاری سکولوں، خجی سکولوں اور گھریلو سکولوں میں بلا تاخیر استعمال کر سکتے ہیں۔ ان وسائل کو اس طرح ڈیزائن کیا گیا ہے کہ یہ یونیورسٹی اور کالج کیلئے بھی مفید ثابت ہوں نہ صرف ایجوکیشن کے شعبوں میں جہاں اساتذہ اور سکولوں سے متعلق صلاح کارانہ تعلیم مہیا کی جاتی ہے بلکہ تدریس میں دلچسپی رکھنے والے ایسے تمام شعبوں میں بھی جہاں موجودہ ضروریات اور مسائل پر زیادہ مناسب انداز میں توجہ دی جاتی ہے۔ ”مستقبل کے بچے“، گروہی مطالعے اور عمل سے متعلق گروپوں کیلئے کارآمد ہو سکتی ہے۔ اس میں دونوں طرح کے گروپ شامل ہیں۔ وہ جو تعلیم میں براہ راست دلچسپی رکھتے ہیں اور وہ جو شخصی نشوونما اور ثبت سماجی و ماحولیاتی عمل سے سروکار رکھتے ہیں۔

مختصر ایکہ ”مستقبل کے بچے“، اگرچہ پر انگریزی اور ہانوی تعلیم کو توجہ کا مرکز بناتی ہے لیکن یہ ان سب

کیلئے ہے جو نئے افق تلاش کرنے کے خواہشمند ہیں اور ہمارے مستقبل کی تخلیق میں زیادہ فعال کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔

میں ان مختصر اقتاحی کلمات کا اختتام ایک دعوت پر کرنا چاہتی ہوں۔ میں ابتدائی برسوں ہی سے

شراکتی تعلیم کی تھیلیں میں سرگرم شریک کاربنے کیلئے نہ صرف والدین، طلبہ پر اسری اور ٹانوی سکول کے ساتھ، یونیورسٹی کے پروفیسروں اور دوسرے تعلیم کاروں بلکہ ان تمام لوگوں کو بھی مدعو کرنا چاہتی ہوں جو ایک بہتر مستقبل کیلئے کام کر رہے ہیں۔ میں آپ کو اس کتاب میں مہیا کیے گئے مواد کو اپنی تدریس و تغیریں میں استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کے لیے قابل نقل مواد تیار کرنے کی دعوت بھی دیتی ہوں۔
یہ سبقی منصوبے یا کلی اکایاں ہو سکتے ہیں جنہیں موجودہ جماعتوں میں زیر استعمال لایا جاسکتا ہے۔ یہ کلیئہ ایسے نئے کو رسنگھی ہو سکتے ہیں جیسے کہ مرکز برائے شراکتی مطالعات دوسرے سکولوں اور یونیورسٹیوں کے تعاون سے مرکز کی ویب سائٹ، بک سٹورز اور دوسرے ذرائع سے تقسیم کیلئے تیار کر رہا ہے۔ یہ ایک پورے سکول کیلئے نصاب بھی ہو سکتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ کنڈر گارٹن سے بارہویں گریڈ اور اگلے درجوں تک کیلئے بذریعہ ایک پورا نیا شراکتی نصاب ترتیب دیا جائے۔

میری جو یہ کسی حد تک تنازع کا سبب بھی بنے گی لیکن تنازع کے بغیر حقیقی تبدیلی ممکن نہیں۔

اگر ہم میں سے کافی افراد شخصی اور اجتماعی قلب ماہیت کا پختہ ارادہ رکھتے ہوں۔ اگر ہم اکٹھے مل کر آگے بڑھتے ہیں جیسا کہ میرین رائٹ ایڈل میں نے لکھا ہے۔ ”دوسروں سے آگے بڑھ کر قدم رکھتے ہوئے اپنے بچوں کی خوبصورتی سے تابنا کی حاصل کرتے ہوئے خود سے اعلیٰ تر مقصد کی جدوجہد میں یاتھ بٹائے اور شامل ہونے کی امید کے ساتھ (5*) تو ہم مستقبل کے بچوں اور آنے والی نسلوں کے لیے ایک زیادہ محفوظ، زیادہ جینے کے قابل اور زیادہ محبت بھری دنیا کی تغیری کیلئے تعلیمی بنیادیں استوار کرنے میں ضرور کامیاب ہوں گے۔

ریان آمسنر

حصہ اول

شرکتی تعلیم: مبادیات